انجینئر علی مرزا کے خلاف تفصیلی فتویٰ

از قلم: محققِ اہلسنت مفتی محمد انس رضا قادری مدظلہ لعالی

خود بھی مطالعہ کریں اور اپنے جاننے والے تمام دوستوں تک یہ فتوی شیئر فرمائیں تا کہ انجینئر محمد علی مرزا جہلمی کے باطل نظریات کے بارے میں آگاہی حاصل ہو

منجانب: الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی (آن لائن)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

موضوع: یہ کہنا کیسا کہ "بابے تے شے ای کوئی نئیں"

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ مرزا انجینئر بزرگان دین کے متعلق یہ بے ادبانہ جملہ بہت عام بولتا ہے کہ "بابے تے شے ای کوئی نئیں" یعنی بزرگان دین کوئی چیز نہیں ہیں۔ نیز ان بزرگان دین کی کرامات و تصرفات کارد کرتے ہوئے یہ اور اس کے چیلے اس طرح کے اعتراضات کرتے ہیں کہ جو بزرگ بغیر عینک کے قرآن نہیں پڑھ سکتے وہ زمین کے اندر اور دل کی باتیں کیسے جان سکتے ہیں۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں ارشاد فرمائیں کہ یہ جملہ بولنا کیسا اور یوں عقلی اعتراضات کر کے کرامات و تصرفات کا انکار کرنا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مرزا انجینئر ایک نئے فرقے کا بانی ہے جس فرقے کے عقائد و نظریات میں یہ بنیادی نظریہ ہے کہ بزرگان دین کی تعلیمات کا انکار کرنا اور قرآن اور کچھ احادیث کے ترجمے پڑھ کر غلط سلط فتوے دینا اور امت مسلمہ کو گمراہ و کافر قرار دینا۔ اس مرزا انجینئر کی اولیائے کرام کے علاوہ صحابہ کرام اور حضور علیہ السلام کی شان میں کئی بے ادبیاں کرنا ثابت اور قادیانیوں کے لیے نرم گوشہ ہونا واضح ہے۔

سوال میں بیان کردہ صورت کا جواب یہ ہے کہ ولی کی طرف سے بغیر دعوی نبوت کیے خلافِ عادت کام کے ظاہر ہونے کو "کرامت" کہتے ہیں۔ کراماتِ اولیاء حق ہیں، جس پر قرآن وسنت اور اسلاف کی کتب معتمدہ سے کثیر دلائل موجود ہیں۔ لہذا اگر مرزا کا اس طرح کے بیانات

سے یہ ثابت کرنا مقصد ہو کہ کرامات شے ہی کوئی نہیں یعنی کرامات کا منکر ہے تو یہ شخص واضح گمراہ ہے کہ کرامات کا مطلقاانکار گمراہی ہے کہ یہ قرآن وحدیث کا انکار ہے۔

(آگے اس پر دلائل آئیں گے۔)

اگر مرزا کرامات کا منکر نہیں لیکن جب اس کو کسی ولی کی کرامت سنائی جائے تو اس کو قبول نہیں کرتا اور اس پر عجیب وغریب قسم کے عقلی اعتراضات کرتا اور مذاق اڑاتا ہے تو یہ ہٹ دھرمی ہے کہ کرامت ہوتی ہی وہ ہے جو خلافت عادت ہو عقل میں نہ آئے۔ یہ کہنا کہ ولی بغیر عینک کے قرآن نہیں پڑھ سکتے دل کے حالات کیا جانیں گے اور کرامات وتصرفات کیا کریں گے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارا یہ دعوی ہی نہیں کہ اولیاء کرام کو دنیاوی آزمائشیں نہیں آتی ہیں بلکہ احادیث میں تو انبیاء علیہم السلام کے بعد صالحین کو آزمائشیں پہنچنا ثابت ہے لیکن ان آزمائشوں سے تصرفات کا انکار نہیں ہوتا۔ انبیاء علیہم السلام پر آزمائشیں آئیں تو کیا انہوں سے معجزات کا صدور نہیں ہوا؟ صحابہ کرام، تابعین اور بزرگان دین پر مصائب آئے اسکے باوجود ان کی کرامات اُن مستند علماء کرام (جن میں محدثین بھی شامل ہیں) نے درج کی ہیں جن کو مرزا بھی مانتا ہے اور ان کی کتب کے حوالے دیتا ہے۔ بلکہ مشکوۃ شریف جو حدیث کی کتاب ہے اور اس کتاب کا ترجمہ مرزا کی ٹیبل پر پڑا ہوتا ہے، اس میں ایک پورا باب کرامات کے نام سے درج ہے۔

اگر مرزا انجینئر یہ کہتا ہے کہ اولیاء کی کرامات حق ہیں لیکن اہل سنت جن بزرگان دین کی کرامات اور تصرفات کا بعد از وصال ذکر کرتے ہیں یہ ممکن اور مستند کتب سے ثابت نہیں تو اس کا جواب اس فتوی کے آخر میں تفصیلی دیا گیا ہے کہ جس طرح انبیاء علیہم السلام کے معجزات ان کے دنیا سے پردہ کرنے کے بعد ختم نہیں ہوتے اسی طرح اولیاء کی کرامات بھی ختم نہیں ہوتیں۔

کراماتِ اولیاء کا ثبوت قرآن وحدیث سے ثابت ہے چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں:

کرامات کا ثبوت قرآن پاک سے

اللہ تعالیٰ حضرت سلیمان علیہ السلام کے قول کی حکایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

قَالَ یٰٓاَیُّهَا الْمَلَؤُا اَیُّكُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ، قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ، وَاِنِّیْ عَلَیْهِ لَقَوِیٌّ اَمِیْنٌ، قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ

ترجمہ کنزالایمان: سلیمان (علیہ السلام) نے فرمایا: اے درباریو! تم میں کون ہے کہ وہ اس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں؟ ایک بڑا خبیث جن بولا کہ میں وہ تخت حضور میں حاضر کر دوں گا، قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخاست کریں اور میں بے شک اس پر قوت والا، امانتدار ہوں۔ اس نے عرض کی، جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کر دوں گا، ایک پل مارنے سے پہلے۔ (پارہ 19، سورۃ النمل، آیت 38،39،40)

بطور کرامت ایک لمحے میں تخت بلقیس حاضر کرنے والی ہستی ایک ولی اللہ کی تھی چنانچہ معتبر تفاسیر جیسے تفسیر سمرقندی جلد 2 صفحہ 497، تفسیر جلالین صفحہ 320، تفسیر صاوی جلد 4 صفحہ 1498، تفسیر روح البیان جلد 6 صفحہ 349 میں راجح اور جمہور مفسرین کا یہی قول لکھا ہے کہ جس کے پاس کتاب کا علم تھا اُس سے مراد حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے وزیر حضرت آصف بن برخیا رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں۔

تفسیر نسفی میں ہے

"أو آصف بن برخيا كاتب سليمان وهو الأصح وعليه الجمهور وكان عنده اسم الله الأعظم الذي إذا دعا به أجاب۔۔ويروى أن آصف قال لسليمان عليه السلام مد عينيك حتى ينتهي طرفك فمد عينيه فنظر نحو اليمين فدعا آصف فغار العرش في مكانه ثم نبع عند مجلس سليمان بقدرة الله تعالى قبل أن يرتد طرفه"

ترجمہ: یاوہ تخت لانے والے حضرت آصف بن برخیار حمۃ اللہ علیہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے کاتب تھے اور یہی زیادہ صحیح ہے اور اسی پر جمہور علماء ہیں۔ حضرت آصف بن برخیار حمۃ اللہ علیہ کے پاس اسم اعظم تھا جس کے ذریعے سے دعا کرتے تھے تو قبول ہوتی تھی۔ مروی ہے کہ حضرت آصف رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے عرض کی کہ آپ اپنی آنکھیں بند کر کے کھولیں، حضرت آصف نے دائیں طرف نظر کی اور دعا کی تو بلقیس کا تخت اپنی جگہ سے زمین میں غائب ہوا اور پھر حضرت حضرت سلیمان علیہ السلام کی آنکھیں کھلنے سے پہلے ان کی مجلس میں اللہ عزوجل کی قدرت سے ظاہر ہو گیا۔

(تفسیر النسفي (مدارک التنزیل وحقائق التأویل)، صفحہ 607، دار الکلم الطیب، بیروت)

مذکورہ آیات کے تحت تفسیر نور العرفان میں ہے:

"اس سے معلوم ہوا کہ ولایت برحق ہے اور اولیاء اللہ کی کرامات بھی برحق ہیں۔"

(نور العرفان، صفحہ 816، مطبوعہ نعیمی کتب خانہ)

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ، وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا، قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا، قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ

ترجمہ: جب زکریا اس (مریم) کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے، اس کے پاس نیا رزق پاتے، کہا: اے مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آیا؟ بولیں: وہ اللہ کے پاس سے ہے۔

(پارہ3، سورۂ آل عمران، آیت 37)

حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ عزوجل کی ولیہ تھیں ان کے پاس بے موسمی پھل آنا کرامت تھی۔اس آیت کے تحت تفسیر خازن میں ہے

"وفي هذه الآية دليل على جواز كرامات الأولياء وظهور خوارق العادات على أيديهم"

ترجمہ: آیت کراماتِ اولیاء کے ثبوت کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھوں پر خوارق (کرامات) ظاہر فرماتا ہے۔(تفسیر خازن، صفحہ 241، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

تصرفات و کرامات کا ثبوت حدیث قدسی سے

کرامات و تصرفات کا ثبوت بخاری شریف کی اس حدیث قدسی سے بالکل واضح ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں اور میرا بندہ ایسی کسی چیز کے ذریعے قرب حاصل نہیں کرتا جو مجھے پسند ہیں اور میں نے اُس پر فرض کی ہیں۔

مزید فرمایا

"وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ: كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ"

اور میرا بندہ برابر نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بندہ بنالیتا ہوں۔جب میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ سنتا ہے اور اس کی بصارت بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے اور اس کا

ہاتھ بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور اس کا قدم بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں ضرور اسے عطا فرماتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ پکڑے تو ضرور میں اسے پناہ دیتا ہوں۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، جلد 5، صفحہ 2384، حدیث 6137، دار ابن کثیر الیمامۃ، بیروت)

امام رازی تفسیر کبیر میں منکرین کرامت کا رد اور کرامات اولیاء پر دلائل قائم کرتے ہوئے اسی حدیث قدسی کی شرح میں فرماتے ہیں

"الحجۃ السادسۃ لا شک انّ المتولی للافعال ھوالروح لاالبدن ولہذا نری ان کل من کان اکثر علماً باحوال عالم الغیب کان اقوی قلباً ولہذا قال علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ واللہ ما قلعت باب خیبر بقوۃ جسدانیۃ ولکن بقوۃ ربانیۃ وکذٰلک العبد اذا واظب علی الطاعات بلغ الی المقام الذی یقول اللہ تعالٰی کنت لہ سمعاً وبصراًفاذا صار نور اجلال اللہ تعالٰی سمعاً لہ سمع القریب و البعید واذا صار ذٰلک النور بصراً لہ راٰی القریب والبعید واذا صار ذٰلک النور یدا لہ قدر علی التصرف فی الصعب والسہل والبعید والقریب"

ترجمہ: اہل سنت کی چھٹی دلیل یہ ہے کہ بلاشبہہ افعال کی متولی تو روح ہے نہ کہ بدن، اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ جسے احوال عالم غیب کا علم زیادہ ہے اس کا دل زیادہ قوی ہوتا ہے، ولہذا مولٰی علی نے فرمایا: خدا کی قسم میں نے خیبر کا دروازہ جسم کی قوت سے نہ اکھیڑا بلکہ ربانی طاقت سے۔ اسی طرح بندہ جب ہمیشہ طاعت میں لگا رہتا ہے تو اس مقام تک پہنچتا ہے جس کی نسبت رب عزوجل فرماتا ہے کہ وہاں میں خود اس کے کان آنکھ ہو جاتا ہوں تو جب اجلالِ الٰہی کا نور اس کا کان ہو جاتا ہے بندہ نزدیک، دور سب سنتا ہے اور جب وہ نور اس کی آنکھ ہو جاتا ہے بندہ نزدیک و دور، سب دیکھتا ہے اور جب وہ نور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہے بندہ دشوار و سہل، نزدیک و دور ہر حال میں تصرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔

(مفاتیح الغیب (تفسیر کبیر)، تحت آیۃ 9/18، جلد 21، صفحہ 77، دار الکتب العلمیہ بیروت)

صحابہ کرام، تابعین و بزرگان دین سے کثیر مستند کتب سے کرامات کا ثبوت ہے چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت

مدینہ منورہ کے بہت بڑے مفتی حضرت عُروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صِدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مرضِ وفات میں اپنی صاحبزادی اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میری پیاری بیٹی! آج تک میرے پاس جو میرا مال تھا وہ آج وارثوں کا مال ہو چکا ہے اور میری اولاد میں تمہارے دونوں بھائی عبدُالرّحمٰن و محمد اور تمہاری دونوں بہنیں ہیں لہٰذا تم لوگ میرے مال کو قرآنِ مجید کے حکم کے مطابق تقسیم کر کے اپنا اپنا حصہ لے لینا۔ یہ سن کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: ابّا جان! میری تو ایک ہی بہن بی بی اسما ہیں۔ یہ میری دوسری بہن کون ہے؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

"ذو بطن ابنة خارجة، أراها جارية، وأخرجه ابن سعد، وقال في آخره: ذات بطن ابنة خارجة، وقد ألقى في روعي أنها جارية، فاستوصى بها خيرًا، فولدت أم كلثوم"

ترجمہ (میری زوجہ) بنتِ خارجہ جو کہ حاملہ ہے میں دیکھتا ہوں کہ اس کے شکم میں لڑکی ہے۔ ابن سعد نے اسے روایت کیا اور اس کے آخر میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بنت خارجہ حاملہ ہے اور میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ وہ لڑکی ہے، میں تمہیں اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ تو (جیسا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا اس کے مطابق) حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا ہوئیں۔

(تاریخ الخلفاء، صفحہ 63 ماخوذا، حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ الخ، ص611ماخوذا)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت

تاریخ الخلفاء میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت بڑی کرامت یوں لکھتے ہیں

"أخرج البيهقي وأبو نعيم، كلاهما في دلائل النبوة، واللالكائي في شرح السنة، والديرعاقولي في فوائده، وابن الأعرابي في كرامات الأولياء، والخطيب في رواة مالك عن نافع عن ابن عمر، قال: وجه عمر جيشًا، ورأس عليهم رجلاً يدعى سارية، فبينما عمر يخطب جعل ينادي: يا سارية الجبل، ثلاثًا، ثم قدم رسول الجيش، فسأله عمر، فقال: يا أمير المؤمنين هزمنا، فبينا نحن كذلك إذ سمعنا صوتًا ينادي: يا سارية الجبل، ثلاثًا، فأسندنا ظهورنا إلى الجبل، فهزمهم الله، قال: قيل لعمر: إنك كنت تصيح بذلك، وذلك الجبل الذي كان سارية عنده بنهاوند من أرض العجم، قال ابن حجر في الإصابة: إسناده حسن"

امام بیہقی اور ابو نعیم نے دلائل نبوۃ میں، علامہ لالکائی نے شرح السنہ میں، دیر عاقولی نے اپنی فوائد میں، ابن عربی نے کرامات اولیاء میں اور خطیب نے امام مالک کی نافع سے وہ ابن عمر سے مروی روایات کے حوالے سے تخریج کی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لشکر بھیجا، جس کا سردار ساریہ نامی شخص تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ (مدینہ میں) خطبہ دے رہے تھے کہ تین دفعہ یوں پکارا: اے ساریہ پہاڑ (کی طرف دیکھو!) پھر لشکر کا قاصد آیا تو حضرت عمر عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے جنگ کے متعلق دریافت کیا۔ وہ عرض گزار ہوا: اے امیر المومنین ہم شکست خوردہ ہو گئے، ہم اسی حالت میں تھے کہ ہم نے ایک آواز سنی، کوئی پکار رہا تھا: اے ساریہ پہاڑ کی طرف دیکھو، ایسا تین بار کہا گیا، تو ہم نے اپنی

پشت کو پہاڑ کی طرف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کو شکست دیدی۔ حضرت عمر فاروق کی بارگاہ میں عرض کی گئی کہ آپ وہ تھے جنہوں نے یہ یوں پکارا تھا۔ وہ پہاڑ جس کے پاس حضرت ساریہ تھے وہ عجم کی زمین نہاوند میں تھا(اس وقت مدینہ منورہ اور لشکر کی جگہ کے درمیان ایک ماہ کی مسافت تھی۔)علامہ ابن حجر نے اصابہ میں فرمایا کہ اس روایت کی سند حسن ہے۔

(تاریخ الخلفاء، صفحہ 101، مکتبۃ نزار مصطفی الباز)

اس بیان کردہ حسن سند کی روایت سے مرزا انجینئر اور ان کے چیلوں کا وہ ظاہری اعتراض بھی باطل ثابت ہو گیا کہ جو کہتے ہیں کہ ولیوں سے بغیر عینک کے قرآن نہیں پڑھا جاتا وہ دیوار کے پیچھے کیسے غیبی طور پر دیکھ سکتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہزاروں میل دور نہ صرف اس جنگ کو ملاحظہ کیا بلکہ مدینہ سے اپنی آواز بھی وہاں پہنچا دی اور وہاں کے لوگوں نے اس آواز کو سنا بھی۔ یہ کرامت و تصرف نہیں تو اور کیا ہے؟

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت بیان کرتے ہوئے حضرتِ سیّدُنا امام مالِک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امیرُ المؤمنین حضرت سیّدُنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ کے قبرِستان "جنَّتُ البقیع" کے اُس حصّے میں تشریف لے گئے جو "حَشِ کَوْکَب" کہلاتا تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں ایک جگہ پر کھڑے ہو کر فرمایا "اِنہ سید فن ھنا رجل صالح "عنقریب یہاں ایک نیک شخص دفن کیا جائے گا۔ چُنانچِہ اس کے تھوڑے ہی عرصے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہو گئی اور باغیوں نے جنازۂ مبارَکہ کے ساتھ اس قَدَر اُودھم بازی کی کہ نہ روضۂ مُنوَّرہ کے قریب دَفن کیا جاسکا نہ جنَّتُ البقیع کے اُس حصّے میں مدفون کئے جاسکے جو صَحابہ کِبار (یعنی بڑے صحابۂ کرام علیہم الرضوان) کا قبرستان تھا بلکہ سب سے دُور الگ تھلگ

"حَشِ کوکَب"، میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سپردِ خاک کئے گئے جہاں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ اُس وقت تک وہاں کوئی قبر ہی نہ تھی۔

(کراماتِ صحابہ ص96، الرِّیاضُ النَّضرۃ، ج3 ص73 وغیرہ)

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت

امام فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی المرتضی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت بیان کرتے ہوئے تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ ایک حبشی غلام جو امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتہائی مخلص محب تھا، شامت اعمال سے اس نے ایک مرتبہ چوری کرلی، لوگوں نے اس کو پکڑ کر دربار خلافت میں پیش کر دیا اور غلام نے اپنے جرم کا اقرار بھی کرلیا۔ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ جب وہ اپنے گھر کو روانہ ہوا تو راستہ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اورابن الکرا سے اس کی ملاقات ہوگئی ۔ ابن الکرا نے پوچھا کہ تمہاراہاتھ کس نے کاٹا؟ تو غلام نے کہا: امیر المومنین ویعسوب المسلمین، داماد رسول وزوج بتول نے ۔ ابن الکرا نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمہاراہاتھ کاٹ ڈالا پھر بھی تم اس قدراعزازواکرام اور مدح وثناء کے ساتھ انکا نام لیتے ہو؟ غلام نے کہا کہ کیاہوا؟ انہوں نے حق پر میرا ہاتھ کاٹا اور مجھے عذاب جہنم سے بچالیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں کی گفتگو سنی اورامیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا تذکرہ کیا

"فَدَعَا الْأَسْوَدَ وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى سَاعِدِهِ وَغَطَّاهُ بِمَنْدِيلٍ وَدَعَا بِدَعَوَاتٍ فَسَمِعْنَا صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ ارْفَعِ الرِّدَاءَ عَنِ الْيَدِ فَرَفَعْنَاهُ فَإِذَا الْيَدُ قَدْ بَرَأَتْ بِإِذْنِ اللّٰهِ تَعَالَى وَجَمِيلِ صُنْعِهِ"

توامیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس غلام کو بلوا کر اس کا کٹا ہوا ہاتھ اس کی کلائی پر رکھ کر رومال سے چھپا دیا پھر کچھ پڑھنا شروع کر دیا۔ اتنے میں ایک غیبی آواز آئی کہ ہاتھ سے

رومال ہٹاؤ۔ جب لوگوں نے رومال ہٹایا تو اللہ عزوجل کے حکم اور اس کی کمال صنعت سے غلام کا کٹا ہوا ہاتھ بالکل درست ہو گیا۔

(تفسیر کبیر، ج 21، ص 434، دار إحياء التراث العربي، بیروت)

تابعی بزرگ حضرت ابو مسلم خولانی کی کرامت

صحابہ کرام کی طرح تابعین سے بھی کثیر کرامات مستند کتب سے ثابت ہیں چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں عظیم تابعی بزرگ حضرت ابو مسلم الخولانی کا پانی پر چلنے کا واقعہ صحیح سند کے ساتھ بیان کیا

"حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، أَوْ غَيْرِهِ أَنَّ أَبَا مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيَّ، مَرَّ بِدِجْلَةَ وَهِيَ تَرْمِي بِالْخَشَبِ مِنْ مَدِّهَا فَمَشَى عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: «هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ مَتَاعِكُمْ شَيْئًا فَنَدْعُوا اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ»

ترجمہ: حضرت ابو مسلم الخولانی ایک مرتبہ دجلہ کی طرف تشریف لائے، اس وقت دجلہ نے اپنے اندر تیرتی لکڑیوں کو پھینکنا شروع کر دیا، اور حضرت ابو مسلم الخولانی نے پانی پر چلنا شروع کر دیا اور پھر اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اگر تمہارے سامان سے کوئی چیز گم ہو گئی تو اللہ عزوجل سے دعا کرو۔

(الزهد أحمد بن محمد بن حنبل، جلد 1، صفحہ 310، رقم 2253، دار الكتب العلمية، بیروت)

اس بارے میں مزید اور بھی مستند کرامات درج کی جا سکتی ہیں بلکہ علمائے کرام نے تو خاص صحابہ کرام کی کرامات پر کتابیں لکھی ہیں۔ لیکن جو متکبر و منکر اور ہٹ دھرم ہے وہ اپنے مطلب کی ہی روایت پڑھ کر اس سے غلط معنی استدلال کرے گا اور مستند کرامات کو انکار دلیل کے ساتھ کرنے پر جب عاجز آئے گا تو یہی بے تکے اعتراضات کر کے ہی اپنے چیلوں کو مطمئن

کرے گا کہ اگر اولیاء تصرفات رکھتے ہوتے تو فلاں کام کیوں نہیں کرتے، فلاں کیوں ہوا وغیرہ حالانکہ ان جاہلوں کو اتنا پتہ نہیں کہ اولیاء کرام ہمارے پابند نہیں کہ ہم ان کو آرڈر کریں تو یہ کرامات دکھانا شروع ہو جائیں، اولیاء جب چاہیں تو وہ کرامت ظاہر کرتے ہیں ورنہ رب کی رضا پر راضی رہتے ہیں۔ اللہ عزوجل ہر چیز پر قادر ہے اس کے باوجود کئی مرتبہ غیر مسلم مساجد کو شہید کر دیتے ہیں اب اگر کوئی غیر مسلم اعتراض کرے کہ جب خدا سب کچھ کر سکتا ہے تو اپنی عبادت گاہ کیوں نہیں بچا سکتا؟ بلکہ بیت المقدس اور مسجد اقصی کیوں آزاد نہیں ہو رہی؟ تو اس کا جواب یہ انجینئر مرزا اور اس کے چیلے یہی دیں گے کہ یہ رب کی مشیت ہے، لیکن ولیوں کی بات آئے تو ان کو اعتراض اور مذاق سوجھتا ہے۔

علمائے اسلاف جن کو یہ انجینئر مرزا بھی مانتا ہے اور ان کے حوالے دیتا ہے انہوں نے واضح طور پر کرامات اولیاء کو مانا ہے اور اس کو قرآن و حدیث سے ثابت کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے منکر کو گمراہ قرار دیا ہے۔

کرامت کی تعریف اور اس کے منکر پر حکم

مشکوۃ شریف میں باب الکرامات کے تحت مراۃ المناجیح میں ہے:

"کرامات جمع ہے کرامت کی بمعنی تعظیم و احترام۔ اصطلاحِ شریعت میں کرامت وہ عجیب و غریب چیز ہے، جو ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہو۔ حق یہ ہے کہ جو چیز نبی کا معجزہ بن سکتی ہے، وہ ولی کی کرامت بھی بن سکتی ہے، سوا اُس معجزہ کے جو دلیلِ نبوت ہو۔ جیسے وحی اور آیات قرآنیہ۔ معتزلہ کرامات کا انکار کرتے ہیں، اہل سنت کے نزدیک کرامت حق ہے۔ آصف بن برخیا کا پلک جھپکنے سے پہلے تخت بلقیس کو یمن سے شام میں لے آنا، حضرت مریم کا بغیر خاوند حاملہ ہونا اور غیبی

رزق کھانا، اصحاب کہف کا بے کھانا، پانی صدہا سال تک زندہ رہنا کراماتِ اولیاء ہیں، جو قرآن مجید سے ثابت ہیں۔ حضور غوث پاک کی کرامات شمار سے زیادہ ہیں۔"

(مراۃ المناجیح، جلد8، صفحہ268، مطبوعہ نعیمی کتب خانہ)

ملا علی قاری رحمہ اللہ مشکوۃ شریف میں "باب الکرامات" کے تحت فرماتے ہیں

"الکرامات جمع کرامۃ وھی اسم من الاکرام والتکریم وھی فعل خارق للعادۃ غیر مقرون بالتحدی وقد اعترف بھا اھل السنۃ وانکرھا المعتزلۃ واحتج اھل السنۃ بحدوث الحبل لمریم من غیر فحل وحصول الرزق عندھا من غیر سبب ظاھر وایضاً ففی قصۃ اصحاب الکہف فی الغار ثلثمائۃ سنۃ وازید فی النوم احیاء من غیر اٰفۃ دلیل ظاھر وکذا فی احضار اٰصف بن برخیا عرش بلقیس قبل ارتداد الطرف حجۃ واضحۃ۔"مفہوم اوپر مذکور ہوا۔

(مرقاۃ المفاتیح، جلد11، صفحہ88، مطبوعہ کوئٹہ)

علامہ نسفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

"کرامات الاولیاء حق فتظھر الکرامۃ علی طریق نقض العادۃ للولی من قطع مسافۃ البعیدۃ فی المدۃ القلیلۃ"

ترجمہ: اولیاء اللہ کی کرامات حق ہیں، پس ولی کی کرامت خلافِ عادت طریقے سے ظاہر ہوتی ہے کہ وہ مسافتِ بعیدہ کو مدتِ قلیلہ میں طے کرلے۔"

اس کی شرح میں علامہ تفتازانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

"کأتیان صاحب سلیمان علیہ السلام وھو اٰصف بن برخیا علی الاشھر بعرش بلقیس قبل ارتداد الطرف مع بعد المسافۃ"

ترجمہ: مثلاً حضرت سلیمان علیہ السلام کے صحابی یا ساتھی آصف بن برخیا کا تخت بلقیس بہت دور ہونے کے باوجود پلک جھپکنے سے پہلے لے آنا۔

(شرح العقائد النسفیہ مع متن العقائد، صفحہ 146، مطبوعہ ملتان)

شرح فقہ اکبر میں ہے

”الکرامات للاولیاء حق ای ثابت بالکتاب والسنۃ ولا عبرۃ بمخالفۃ المعتزلۃ واھل البدعۃفی انکار الکرامۃ“

ترجمہ: کراماتِ اولیاء حق ہیں۔ یعنی قرآن وسنت سے ثابت ہیں اور معتزلہ اور بدعتیوں کا کراماتِ اولیاء کا انکار کرنا، معتبر نہیں۔

(شرح فقہ اکبر، صفحہ 130، مطبوعہ ملتان)

لوگ کرامات کے منکر کیوں ہیں؟

وہابی، انجینئر مرزا اور دیگر سیکولر لوگ کرامت و تصرف کے منکر ہیں، اس لئے وہ ان کو جھوٹ سمجھتے ہیں۔ دراصل خود ان میں آج تک کوئی ولی نہیں ہوا، تو کرامت ان میں کہاں سے آئے گی؟ وہابیوں کی طرح معتزلہ گمراہ فرقہ بھی کرامت کا منکر تھا ان کے متعلق ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

”وخالفھم المعتزلۃحیث لم یشاھد وافیما بینھم ھذہ المنزلۃ“

ترجمہ: معتزلہ کرامت کے مسئلہ میں اہل سنت کے خلاف ہوئے کیونکہ انہیں اپنے افراد میں یہ مرتبہ کرامت دکھائی نہیں دیا۔

(شرح فقہ اکبر، صفحہ 79، مصطفی البابی، مصر)

وہابیوں کی طرح اگر انجینئر مرزا بھی کرامات کا انکار اگر اس طور پر کرتا ہے کہ جو بزرگ ہستیاں دنیا سے پردہ کر چکی ہیں، ان سے مدد مانگنا اور ان ہستیوں کا مدد کرنا یہ ثابت نہیں بلکہ معاذ اللہ شرک ہے اور یہ ہستیاں اب کسی چیز کا تصرف و اختیار نہیں رکھتیں تو اس نظریے کا رد مستند دلائل سے ملاحظہ ہو:

حضور علیہ السلام کے وصال ظاہری کے بعد ان سے مدد مانگنا

امام بخاری کے استاد محترم ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث نقل کرتے ہیں

"عن مالك قال أصاب الناس قحط فی زمان عمر بن الخطاب فجاء رجل إلى قبر النبي صلى اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ، استسق اللہ لأمتك فإنهم قد هلكوا فأتاه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام فقال (ائت عمر فأقرئه السلام، وأخبره أنكم مسقون)

ترجمہ: حضرت مالک سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں لوگوں پر قحط پڑ گیا۔ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک پر آیا اور کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ عزوجل سے اپنی امت کے لئے بارش طلب کریں کہ یہ ہلاک ہو رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آدمی کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا: عمر کو میر اسلام کہنا اور اسے خبر دینا کہ بارش ہو گی۔

(مصنف ابن شیبہ، کتاب الفضائل، ماذکر فی فضل عمر بن الخطاب، جلد 12، صفحہ 32، الدار السلفیۃ، الہندیۃ)

اس روایت میں حضور علیہ السلام سے مدد طلب کی گئی تو آپ نے خواب میں آکر بارش کی بشارت دی۔ اس حدیث کو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "قرۃ العینین" میں نقل کیا۔ علامہ ابن عساکر نے "تاریخ دمشق" علامہ ابن عبد البر نے "الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب "میں اورامام قسطلانی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے چنانچہ "المواہب اللدنیہ" میں فرماتے ہیں "وروى ابن أبي شيبة بإسناد صحيح من رواية أبي صالح السمان، عن مالك الدار قال أصاب الناس قحط في زمن عمر بن الخطاب، الخ"

(المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، الجزء الثالث، الفصل الرابع، جلد 3، صفحہ 374، المکتبۃ التوفیقیۃ، القاہرۃ)

انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور اولیاء کی کرامات بعد از وصال جاری رہتی ہیں

انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور اولیاء کی کرامات ان کے وصال کے بعد بھی جاری رہتی ہیں۔ علامہ نابلسی قدس سرہ، نے حدیقہ ندیہ میں فرمایا

"کرامات الاولیاء باقیۃ بعد موتھم ایضا ومن زعم خلاف ذلک فھو جاھل متعصب ولنا رسالۃفی خصوص اثبات الکرامۃبعد موت الولی۔ملخصاً"

اولیاء کی کرامتیں بعد انتقال بھی باقی ہیں جو اس کے خلاف زعم کرے وہ جاہل ہٹ دھرم ہے ہم نے ایک رسالہ خاص اسی امر کے ثبوت میں لکھا ہے۔

(الحدیقۃ الندیہ، اولھم آدم ابوالبشر، جلد 1، صفحہ 290، نوریہ رضویہ، فیصل آباد)

چار ہستیوں کو بعد از وصال بھی تصرف فرماتے دیکھا گیا

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں

"یکے از مشائخ عظام گفتہ است دیدم چہار کس را از مشائخ تصرف می کنند درقبور خود مانند تصرفہائے شاں درحیات خود یا بیشتر شیخ معروف و عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہما ودوکس دیگر را زاولیاء شمُردہ"

ترجمہ: ایک عظیم بزرگ فرماتے ہیں میں نے مشائخ میں سے چار حضرات کو دیکھا کہ اپنی قبروں میں رہ کر بھی ویسے ہی تصرف فرماتے ہیں جیسے حیات دنیا کے وقت فرماتے تھے یا اس سے بھی زیادہ (۱) شیخ معروف کرخی (۲) سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہما، اور دو اولیاء اور کو شمار کیا۔

(اشعۃ اللمعات، باب زیارۃ القبور، جلد 1، صفحہ 715، تیج کمار، لکھنؤ)

اولیاء کرام کو اہل دنیا کا علم ہوتا ہے

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں

"بعض خواص اولیاء راکہ جارجہ تکمیل وارشاد بنی نوع خود گردانند دریں حالت (یعنی بحالت عالم برزخ) دادہ واستغراق آنہا بجہت کمال وسعت مدارلـ آنہا مانع توجہ بایں سمت نمی گردد"

ترجمہ: بعض خواص اولیاء جنھیں اپنے دوسرے بنی نوع کی تکمیل وارشاد کا ذریعہ بنایا ہے ان کو اس حالت میں تصرف در دنیا (یعنی عالم برزخ کی حالت میں) کے اندر تصرف بخشا ہے اور مشاہدہ الٰہی میں ان کا استغراق اس جانب توجہ سے مانع نہیں ہوتا اس لیے کہ ان کے مدارک بہت زیادہ وسعت رکھتے ہیں۔

(تفسیر عزیزی، تحت والقمر اذا اتسق، صفحہ 206، سلیم بک ڈپو لال کنواں، دہلی)

اولیاء کرام اپنے عقیدت مندوں کی دنیا و آخرت میں مدد فرماتے ہیں

قاضی ثناء اللہ پانی پتی تذکرۃ الموتٰی میں لکھتے ہیں

"اولیاء اللہ دوستان و معتقدان را در دنیا و آخرت مددگاری می فرمایند ودشمنان راہلالـ می نمایند وازارواح بطریق اویسیت فیض باطنی می رسد"

ترجمہ: اولیاء اللہ اپنے دوستوں اور عقیدت مندوں کی دنیا و آخرت میں مدد فرماتے ہیں اور دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں اور روحوں سے اویسیت کے طریقے پر باطنی فیض پہنچاتے ہے۔

(تذکرۃ الموتٰی والقبور اردو ترجمہ مصباح القبور باب روحوں کے ٹھہرنے کی جگہ کے بیان میں، صفحہ 76 نوری کتب خانہ، لاہور)

ائمہ مجتہدین کی شان و عظمت

امام اجل عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ، الربانی میزان الشریعۃ الکبرٰی میں ارشاد فرماتے ہیں

"جمیع الائمۃ المجتہدین یشفعون فی اتباعھم ویلاحظونھم فی شدائھم فی الدنیا والبرزخ ویوم القیامۃ حتّٰی یجاوز الصراط"

ترجمہ: تمام ائمہ مجتہدین اپنے پیرووں کی شفاعت کرتے ہیں اور دنیا و برزخ و قیامت ہر جگہ کی سختیوں میں ان پر نگاہ رکھتے ہیں یہاں تک کہ صراط سے پار ہو جائیں۔

(المیزان الکبریٰ، مقدمۃ الکتاب، جلد 1، صفحہ 9، مصطفی البابی، مصر)

جس سے دنیا میں مدد مانگی جا سکتی ہے اس سے بعد وصال بھی مانگ سکتے ہیں

امام غزالی قدس سرہ العالی پھر شیخ محقق پھر شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"واللفظ لشرح المشکوۃ حجۃ الاسلام امام غزالی گفتہ ہر کہ استمداد کردہ مے شود بوی در حیات استمداد مے شود بوی بعد از وفات"

ترجمہ: الفاظ شرح مشکوۃ کے ہیں: حجۃ الاسلام امام غزالی فرماتے ہیں جس سے زندگی میں مدد مانگی جائے اس سے بعد وفات بھی مدد مانگی جا سکتی ہے۔

(اشعۃ اللمعات، باب زیارۃ القبور، جلد 1، صفحہ 715، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

اولیاء کرام مزارات پر آنے والوں کی مدد کرتے ہیں

امام ابن حجر مکی پھر شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شروح مشکوۃ میں فرمایا

"صالحاں را مدد بلیغ است بہ زیارت کنندگانِ خود را بر اندازہ ادب ایشاں"

ترجمہ: صالحین اپنے زائرین کے ادب کے مطابق ان کی بے پناہ مدد فرماتے ہیں۔

(اشعۃ اللمعات، باب زیارۃ القبور جلد 1، صفحہ 715، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

امام علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد میں اہلسنت کے نزدیک علم و ادراک موتیٰ کی تحقیق کر کے فرمایا "ولھذا ینتفع بزیارۃ قبور الابرار والاستعانۃ من نفوس الاخبار"

ترجمہ: اسی لیے قبور اولیاء کی زیارت اور ارواح طیبہ سے استعانت نفع دیتی ہے۔

(شرح المقاصد المبحث الرابع، مدرک الجزئیات عندنا الخ، جلد 2، صفحہ 43، دار المعارف النعمانیہ، لاہور)

وصال شدہ ہستیوں کی مدد زیادہ قوی ہے یا زندوں کی؟

مشکوۃ شریف کی شرح اشعۃ میں ہے

"سیدی احمد بن زروق کہ از عاظم فقہاء و علماء و مشائخ دیار مغرب است گفت روزے شیخ ابوالعباس حضرم از من پرسید امدادِ حی قوی ست یا امداد میّت قوی ست من گفتم قوی می گویند کہ امداد حی قوی تر است و من می گویم کہ امداد میّت قوی تر است پس شیخ گفت نعم زیرا کہ وی در بساط است و در حضرت اوست (قال) و نقل دریں معنی ازیں طائفہ بیشتر ازان ست کہ حصر و احصار کردہ شود یافتہ نمی شود در کتاب و سنت اقوالِ سلف صالح چیزے کہ منافی و مخالف ایں باشد و رد کند ایں را الخ"

ترجمہ: سیدی احمد بن زروق جو دیارِ مغرب کے عظیم ترین فقہاء اور علماء و مشائخ سے ہیں فرماتے ہیں کہ ایک دن شیخ ابو العباس حضرمی نے مجھ سے پوچھا زندہ کی امداد قوی ہے یا وفات یافتہ کی؟ میں نے کہا کچھ لوگ زندہ کی امداد زیادہ قوی بتاتے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ وفات یافتہ کی امداد زیادہ قوی ہے۔ اسی پر شیخ نے فرمایا: ہاں! اس لیے کہ وہ حق کے دربار اور اس کی بارگاہ میں حاضر ہے (فرمایا) اس مضمون کا کلام ان بزرگوں سے اتنا زیادہ منقول ہے کہ حد و شمار سے باہر ہے اور کتاب و سنت اور سلف صالحین کے اقول میں ایسی کوئی بات موجود نہیں جو اس کے منافی و مخالف اور اسے رد کرنے والی ہو۔ (اشعۃ اللمعات، باب زیارۃ القبور، جلد 1، صفحہ 716، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــہ

ابو احمد مفتی محمد انس رضا قادری

13 شوال المکرم 1444ھ/04 مئی 2023ء

——— ◈☆◈ ———